بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ہم کہاں ہیں

نصب العین کو پہچاننا، عزم، اور ایثار یہی تین وصف کلیدِ کامرانی ہیں جس قوم کو یہ اوصاف نصیب ہو جاتے ہیں کامیابی اس کے قدم چومتی ہے اور عروج و ترقی اُس کے استقبال کے لئے دوڑتی ہے۔ تاریخ عالم کی وہ بے شمار اقلیتیں جنہوں نے اکثریتوں پر غلبہ حاصل کیا۔ اور گردشِ لیل و نہار کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر ابلقِ روزگار کی تمام شوخیوں کو ختم کر دیا۔ وہ انھیں اوصاف کی حامل تھیں اور اُن کے دامن انھیں موتیوں سے بھرے ہوئے تھے۔

کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ کی عملی تصدیق ایسی ہی جماعتوں نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے اور انھیں اوصاف سے متصف گروہوں نے اکثریتوں کو اقلیتوں کی قدر شناسی پر مجبور

لیکن گذشتہ چند ہفتوں میں مشرقی اور مغربی بنگال میں جو انسانیت سوز خونی ڈرامہ کھیلا گیا۔ اور ردِ عمل کے جذبات نے دماغوں کے توازن پر جو اثر ڈالا اُس نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ان اوصاف کے معیار پر اپنے آپ کو پرکھیں۔ اور یہ معلوم کریں کہ ترقی اور کامیابی کی منزل میں ہم کہاں ہیں اور ہمارا موقف کیا ہے؟

یہ معلوم کرنا تو کسی مورخ ہی کا کام ہے کہ اس بربریت نواز وحشیانہ سلسلہ کا آغاز کہاں سے ہوا اور کیونکر ہوا۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ اثر ہمارے اوپر کیا پڑا اور امتحان و آزمائش کے اس دور میں ہم کہاں تک اپنے نصب العین پر قائم رہے اور عزم و ایثار کا کیا ثبوت ہم نے پیش کیا۔

جب ہم آزادی کے اس تنگنائے سے گذر رہے تھے جو جیل خانوں، کال کوٹھریوں اور پھانسی گھروں کے بیچ میں سے ہو کر نکلتی ہے جہاں تیز گامی کو گراں بار بنانے کے لئے آہنی بیڑیوں اور ڈنڈا بیڑیوں کے پازیب پہنائے جاتے ہیں اور کبھی کبھی کوڑوں سے اور بید سے کمر کی ہڈیوں کی خاطر بھی کی جاتی ہے۔ تو ہمارا نصب العین فقط آزادی تھا۔ جب ہماری کشتی منزل کے قریب پہنچنے والی تھی تو ساحل کے ان سبکساروں نے جو گردابِ انقلاب کے طوفانوں سے قطعاً نا آشنا تھے۔ ایک نعرہ لگایا ہماری تہذیب جدا ہے۔ لہٰذا ہمیں ملک کا ایک حصہ دے دو، جہاں ہم آزادی

سے اپنی تہذیب کو زندہ رکھ سکیں یہ تحریکِ پاکستان کا حاصل اور مقصود تھا جو ظاہر کیا گیا۔ یہ نعرہ کامیاب ہوا اور پاکستان کا تصور حقیقت بن گیا۔ اس نعرہ کا یہ مفہوم لینا تو سراسر نادانی تھا کہ ہندستان کے اس گوشہ میں کوئی حکومت خلافتِ راشدہ کے مقدس اصولوں پر قایم ہوگی ایسا خیال صرف وہی کر سکتا تھا جو خلافتِ راشدہ کی حقیقت سے ناواقف ہو۔ البتہ یہ خیال درست تھا کہ جس طرح ایشیا کے دوسرے حصوں میں مسلمانوں کی حکومتیں ہیں جہاں اگرچہ اسلامی قانون نافذ نہیں ہے مگر انسانی اخلاق کی ایسی سرد بازاری بھی نہیں ہے۔ وہاں اقلیتیں موجود ہیں لیکن اس درجہ مطمئن کہ آج تک اُن کو اپنے اقلیت میں ہونے کا احساس بھی نہیں ہو سکا اسی طرح پاکستان بھی ایک ایسی تہذیب کا گہوارہ ہوگا جس کو مسلم تہذیب کے مٹے ہوئے نقوش کا گہوارہ کہا جا سکے جس میں عدل و مساوات کی اتنی پاسداری لامحالہ ہو کہ ہر ایک اقلیت اطمینان کی زندگی بسر کر سکے اور اپنی عزت و آبرو اور جان و مال کو محفوظ سمجھ سکے چنانچہ مسٹر جناح نے بحیثیت گورنر جنرل جو تقریر سب سے پہلے کی تھی اس میں یہ ظاہر کیا تھا

"پاکستان میں نہ کوئی ہندو ہوگا نہ مسلمان ایک ملک کے رہنے والے ہوں گے جن کے ساتھ عدل وانصاف کا مساویانہ سلوک ہوگا ہر ایک اقلیت پوری طرح محفوظ ہوگی"

لیکن گذشتہ ہفتوں میں برسیال اور ڈھاکہ وغیرہ میں جو کچھ ہوا اس کا فیصلہ یہ ہے کہ پاکستان یہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ اُس کا نصب العین کیا ہے اس کے حکمران اور عوام جس طرح رب العالمین کے احکام کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں اسی طرح وہ مسٹر جناح کے ارشاد کو بھی پاؤں تلے روند چکے ہیں اور اپنے طرزِ عمل سے ایک ایسی مثال قایم کر رہے ہیں جس کو اسلام سے تو کیا مسلمانوں کے عام اخلاق و عادات سے بھی کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حادثہ کھیلنے کا تعلق ہندوؤں سے نہیں بلکہ کمیونسٹوں سے تھا تو برسیال اور ڈھاکہ وغیرہ کے واقعات کا کیا جواب ہوگا جس میں انسانیت کے گلے پر کند چھری چلائی گئی ہے اور وحشت و بربریت کا ریکارڈ قایم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پاکستان سے گذر کر انڈین یونین میں آئیے۔ یہ ہمارا وطن عزیز ہے۔ یہاں ہم پیدا ہوئے یہاں ہم آباد ہیں اور یہیں ہم آباد رہیں گے ہم نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ اس کی آزادی کی جدوجہد پر قربان کیا۔ یہ گاندھی جی کا ملک ہے جنہوں نے صداقت (ستیہ) اور مقاومت بالصبر (ستیہ گرہ) کے اعلیٰ اصول کام میں لاکر اس کو آزاد کرایا اور حریت کو فراخ حوصلگی اور پورے ملک کو عدل۔ مساوات اور محبت و پریم کا سبق دیتے رہے یہ پنڈت نہرو کا ملک

ہے جو اس کو پوری ایشیا کا لیڈر بنانا چاہتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ جب تک ایشیا کا متحدہ محاذ نہ قایم ہوگا ہندوستان یا کسی بھی ایشیائی ملک کی آزادی ناقص ہے محض نمایشی ہے آزادی سے پہلے اس کا نصب العین تھا مکمل آزادی اور جمہوریت، آزادی کے بعد اس کی کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی اس کو ریپبلک قرار دے چکی ہے اور ایک غیر فرقہ وار غیر مذہبی حکومت اس کا نصب العین قرار دے چکی ہے لیکن افسوس کہ جب واقعات نے ان بلند بانگ دعوؤں کا ثبوت طلب کیا تو ہم خاموش ہیں سراسیمہ و سرگرداں ہیں ہم بڑے بڑے ذمہ داروں کو دیکھ رہے ہیں کہ نصب العین فراموش کر چکے ہیں کامیابی کے لئے عزم و ایثار تو درکنار وہ ناکامی کے لئے پوری جد و جہد میں مشغول ہیں انڈین نیشنل کانگرس۔ صوبائی اسمبلیاں۔ پارلیمنٹ سب ہی امتحان کے شکنجہ میں ہیں اور ناکامی کے باوجود ستم یہ ہے کہ احساس ناکامی مفقود ہے۔ تبادلہ آبادی کا نعرہ ہر ایک کی زبان پر ہے اور اگرچہ کھلم کھلا انتقام کی تلقین نہیں کی جا رہی ہے مگر انتقام کو قدرتی نتیجہ قرار دیا جا رہا ہے۔ انتقام کس سے؟ ایک بے بس مخلوق سے جو پاشکستہ ہے اسلحہ سے محروم ہے جو ہمت و جرأت ختم کر چکی ہے۔ جو امن کے ساتھ زندگی کے ایک سانس کو سب سے بڑی دولت تصور کرتی ہے واقعات آسنی پر دھاوا بولنے کا الزام دوسروں پر ہے ممکن ہے یہ الزام صحیح ہو مگر اس لاچاری اور مجبوری کا کیا علاج کہ صوبہ آسام کا ایک علاقہ برباد کر دیا جاتا ہے اور حکومت کے دامن عصمت پر کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا کیونکہ اس کو اس کی خبر ہی نہیں ہوئی۔ بہرحال بدمستی کا جو منحوس کیف دماغوں پر مسلط ہے اس وقت اس سے نہ کوئی چھوٹا خالی ہے نہ کوئی بڑا اس سے مستثنے ہے صرف چند نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں جو اپنی جگہ باہوش ہیں مگر بے ہوشوں کی بحرانی دنیا کی حالت دیکھ کر دم بخود ہیں یا حواس باختہ۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اپنا نصب العین فراموش کر چکے ہیں۔ بلاشبہ "ریپبلک" "سیکولر اسٹیٹ" اور "مکمل آزادی" کے نعرے ضرور زبان پر ہیں۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی اصرار ہے "تبادلہ آبادی یا جنگ" یعنی تقریباً ڈھائی کروڑ انسان نقل مکانی بھی کر لیں اس نقل مکانی کے دور میں جو بے انتہا قتل۔ خوں ریزی۔ غارت گری تباہی اور بربادی ہو وہ سب کچھ بھی ہو جائے یا دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے برخلاف جنگ بھی شروع کر دیں اور ایک دوسرے کے ملک پر قبضہ بھی کرنے لگیں۔ اور دنیا کی قومیں بیٹھی تماشہ دیکھتی رہیں۔ بے شک یہ ممکن تھا اگر ہندوستان کوئی بنجر یا ویران ملک ہوتا اور اس کی طرف استعمار پسند حکومتوں کی نظریں نہ ہوتیں لیکن جب کہ ایک سے ایک بڑھ کر حریف موجود ہیں اور شاطران برطانیہ کے دماغوں سے جو اب تک اس جنت نشان کو اپنا ورثہ قرار دیتے رہے ہیں تو کوئی ہوشمند دماغ ایک لمحہ کے لئے بھی مطمئن نہیں ہو سکتا کہ جنگ یا تبادلہ آبادی کے یہ تمام ہولناک واقعات ہو گذریں اور یو۔ این۔ او ہندوستان و پاکستان کی مطلق العنانی پر بندش نہ لگائے اور اقلیتوں کی حفاظت کے بہانے کوئی بین الاقوامی کنٹرول نہ قایم کرے۔

این خیال ست و محال ست و جنوں